Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Women's Practical Roles in the Historical Context of Islamic Society

اسلامی معاشرے کے تاریخی تناظر میں خواتین کی عملی سرگرمیاں

Sami Ur Rehman
MS, Islamic Studies, Bahria University, Islamabad Campus
samiajiz94@gmail.com
Talal Nawaz Janjua
Senior Lecturer, Islamic Studies Department, Bahria University, Islamabad Campus
talalnawaz66@gmail.com

Abstract

Women are the pillars of the society. Empowering woman by education, equal opportunities and legal protection benefits the whole nation. The future lies in providing opportunities to woman to build a just and progressive society. However, these must be in line with the boundaries set by Islam. The research is basically a collection of data from primarily sources. It depicts the position of woman in and after the time of Prophet (Peace Be Upon Him) life, in social, economic, educational, administrative domains. Quantitative methodology has been used. It is clearly visible that Islam has given conditional permission to women to participate in various practical activities of life. Muslim woman have played a major role in spreading the religion. It is permissible for females to participate actively in various charitable activities while running her household chores as well. Voice of logic has been always accepted even if it comes from female side. The Islamic history highlights incidents where woman have participated in war for the exaltation of Islam.

Keywords: *Woman, Role of Woman in Islam, Social, Economic, Educational, Administrative.*

تعارف

ایک پائیدار اور مضبوط معاشرے کی تشکیل کے لیے عورت کا عملی کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ عورت معاشرے کے اندر بطور بیٹی، بہن، ماں اور بیوی کے کردار ادا کرتی ہے، اس لیے عورت کے بغیر کسی بھی معاشرے کا نظام نامکمل ہے۔ اسلامی تاریخ میں خواتین نے زندگی کے مختلف شعبوں میں اپنی خدمات سرانجام دے کر ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے، جس میں تعلیمی، معاشی و تجارتی، انتظامی وسیاسی اور رفاہی و معاشرتی خدمات سرفہرست ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دور میں صحابیات نے مختلف سرگرمیوں میں حصہ لیا، مثلا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا اور دیگر کئی ساری صحابیات اس دور میں تجارت کے شعبے سے منسلک تھیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا وغیرہ تعلیمی میدان میں بہت آگے تھیں اور لوگوں کو تعلیم دیتی تھیں،[i] حضرت ام سلیم رضی اللہ عنھا اور انصار کی کئی خواتین حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ جہاد میں شرکت کرتی تھیں۔ ان کے علاوہ بہت ساری صحابیات اسلام کی تعلیمات کو سامنے رکھ کر مختلف عملی سرگرمیاں سرانجام دے رہی تھیں۔ نبوی دور کے بعد بنوامیہ اور بنوعباس کے دور میں بھی خواتین نے عملی سرگرمیاں سرانجام دیں، جس میں سے ان کی عملی خدمات اور رفاہی خدمات شامل ہیں۔[ii] سلطنت عثمانیہ میں عورتوں نے عدالتی معاملات میں شرکت، زمینوں کی خرید و فروخت، صنعتی سرگرمیوں، فن تعمیر اور سیاسی معاملات میں شرکت کی۔[iii] مغلیہ دور سلطنت میں بھی مسلم خواتین نے سیاسی، دفاعی، تعلیمی، فن تعمیر، معاشرتی اور معاشی میدانوں

میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔[iv] دور حاضر میں بھی مسلم خواتین مختلف شعبہ ہائے زندگی میں بھرپور شمولیت کر رہی ہیں، جن میں سائنسی علوم، دینی علوم، دعوتی سرگرمیاں، سیاسی سرگرمیاں، معاشی سرگرمیاں، رفاہ عامہ اور مختلف انتظامی سرگرمیاں شامل ہیں۔

1. مسلمان خواتین کی تعلیمی سرگرمیاں

اسلامی معاشرے کی تاریخی تناظر میں عورت تعلیمی سرگرمیوں میں مختلف ادوار میں حصہ لیتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام دور میں امہات المؤمنین اور صحابیات تعلیمی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتی تھیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج مطہرات نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے متعدد علوم سیکھ کر ان کو آگے پہنچانے میں کردار ادا کیا۔ ان کے علاوہ صحابیات نے اور ہر دور میں مسلم خواتین نے تعلیمی سرگرمیوں میں بھرپور شرکت کی ہے۔

- **ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بہترین معلمہ:**

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کی جلیل القدر زوجہ محترمہ تھیں۔ آپ کا شمار اُن صحابیاتؓ میں ہوتا ہے جن سے احادیثِ نبویہ کی ایک کثیر تعداد مروی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف فقہ و حدیث میں غیر معمولی بصیرت حاصل تھی بلکہ دینی فہم، استنباطی صلاحیت اور فکری گہرائی کے اعتبار سے بھی آپ کو دیگر صحابہ کرامؓ پر نمایاں فضیلت حاصل تھی۔ علمی سطح پر آپ کی آراء کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، حتیٰ کہ بڑے بڑے فقہاء اور محدثین آپ سے مسائلِ دین میں رجوع کرتے تھے۔

عطاء بن ابی رباحؒ فرماتے ہیں:

" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ باشعور لوگوں میں سے تھیں اور لوگوں میں سب سے اچھی رائے رکھتی تھیں"۔[v]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی معیت کے بابرکت اللہ تعالی نے ان کو تفقہ فی الدین، اجتہاد، قوت حافظہ اور دیگر بہت ساری خصوصیات سے نوازا تھا ۔کبار صحابہ کرام بھی آپ رضی اللہ عنہا سے مختلف مسائل کے جوابات پوچھنے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ مسروقؒ فرماتے ہیں کہ:

" رأيت مشيخة أصحاب رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلّم الأكابر يسألونها عن الفرائض "[vi]

"میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اکابر صحابہ کو ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے سوال کرتے دیکھا"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام و مرتبے اور ان کے علم کے امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" اگر عائشہ کے علم کو تمام امہات المؤمنین کے علم اور تمام عورتوں کے علم کے ساتھ ملایا جائے تو عائشہ کا علم بہتر ہو گا"۔[vii]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کو تعلیم دینے کا ایک وسیع سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا اور اللہ تعالی نے ان کو یہ ملکہ دیا ہوا تھا کہ ہر قسم کے سوالات کے جوابات ان کے پاس موجود ہوتے تھے۔ جب کبھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین میں سے کسی کے پاس کسی بات کا جواب نہیں ہوتا تھا، تو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا رخ کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ صرف فقہ اور حدیث کے حوالے سے علم رکھتی تھیں بلکہ ان کو عرب کی تاریخ، نسب، طب اور اشعار کے بارے میں بھی کافی عالم تھا۔ عروہؒ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرماتے ہیں:

میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحبت اختیار کی، پس میں نے کبھی کسی کو ایسا نہیں پایا جو اُن سے زیادہ کسی نازل شدہ آیت کے بارے میں علم رکھتا ہو، نہ کسی فرض (شرعی حکم) کے بارے میں، نہ کسی سنت، نہ شعر کے بارے میں، نہ کسی کو شعر زیادہ روایت کرنے والا، نہ عربوں کے ایام (تاریخی واقعات)، نہ نسب (خاندانوں کے نسب نامے)، نہ (اور بہت سی باتوں میں)، نہ قضا (عدالتی فیصلوں) اور نہ طب (طبی معلومات) کے بارے میں اُن سے زیادہ علم رکھنے والا پایا۔

میں نے اُن سے پوچھا: 'اے خالہ! آپ کو طب کا علم کہاں سے حاصل ہوا؟'

تو انہوں نے فرمایا: 'میں بیمار ہوتی تو میرے لیے کوئی چیز تجویز کی جاتی، دوسرا مریض ہوتا تو اس کے لیے نسخہ بتایا جاتا، اور میں لوگوں کو ایک دوسرے کو علاج بتاتے سنتی، تو میں وہ سب کچھ یاد کر لیتی[viii]۔

یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کثیر الجہات علم و فہم کی علامت ہے، جو نہ صرف دینی علوم بلکہ دنیوی فنون میں بھی نمایاں تھا۔ سلیمان ندوی نے "سیرت عائشہ رضی اللہ عنھا" ان کے درس کے طریقہ کار کے بارے میں لکھا ہے کہ لڑکے، عورتیں اور محرم مر حضرات حجرہ کے اندر آپ کے پاس آکر مجلس میں بیٹھتے تھے اور غیر محرم حضرات مسجد نبوی میں حجرہ کے سامنے تشریف رکھتے تھے۔ ان کے درمیان پردہ لگا ہوتا تھا۔ یہ لوگ عمومی طور پر ان سے سوالات کرتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا عنہ پردے کے اوٹ میں بیٹھ کر ان کے سوالات کا جوابات دیتی تھیں۔ کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا خود کوئی مسئلہ چھیڑ دیتیں، تو لوگ اس کو خاموشی سے سنتے اور وہ اس مسئلے کو وضاحت کے ساتھ بیان فرماتی اور کبھی کبھار کسی خاص مسئلے پر استاد اور شاگردوں کے درمیان گفتگو ہوتی تھی۔[ix]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا یہ بھی معمول تھا کہ "وہ ہر سال حج کے سفر کے لیے تشریف لے کر جاتی تھی، وہاں پر ان کے لیے ایک خیمہ نصب کیا جاتا تھا، جہاں لوگ ان کے پاس تشریف لاتے، ان کے سامنے مسائل پیش کرتے تھے اور اپنے شبہات کا ازالہ کرتے تھے۔ جو لوگ مسائل پوچھتے ہوئے ہچکچاتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا ان کو حوصلہ دے دیتیں"۔[x]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے شرف تلمذ حاصل کرنے والے صحابہ کرام میں حضرت عبد اللہ ابن عباس، حضرت ابو موسی اشعری، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ ابن عمر، حضرت عمر بن العاص، حضرت سعد بن یزید اور حضرت حارث بن عبد اللہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے نام شامل ہیں۔[xi]

- **حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا:**

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی زوجہ تھیں۔ ان کو اللہ تعالی نے بہت ساری خصوصیات سے نوازا تھا، نہایت ذہین خاتون تھیں۔ یوں تو آپ علیہ السلام کی تمام ازواج مطہرات کمالات کا مجموعہ تھیں، مگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کو اللہ تعالی نے الگ ہی خصوصات سے نوازا تھا۔

محمود بن لبیدؓ فرماتے ہیں:

"نبی علیہ السلام کی تمام ازواج نبی علیہ السلام کی احادیث مبارکہ کثرت سے یاد فرمایا کرتی تھیں، مگر حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ کی کوئی مثال نہیں"[xii]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی احادیث کو سننے کے لیے بہت زیادہ مشتاق رہتیں اور جب بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کوئی بات کرتے تو اس کو بہت غور سے سنتی اور اس کو محفوظ کرنے کی کوشش کرتیں۔ عبد اللہ بن رافع المخزومی حضرت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں، جس میں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے اس حالت میں سنا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ممبر پر تھے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بال بنوانے میں مصروف تھیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جب فرمایا کہ ’’ ایہا الناس ‘‘ تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سب کچھ چھوڑ کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے الفاظ سننے کے لیے اپنے حجرے میں کھڑی ہو گئی۔[xiii]

احادیث کے ساتھ رغبت کی یہی وجہ تھی کہ حضرت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد دوسرے نمبر پر حدیث روایت کرنے والی صحابیہ سمجھا جاتا ہے اور ان کو صاحب فتوی صحابہ کرام میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ ابن القیمؒ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو متوسطون فی الفتویٰ صحابہ کرام میں شمار کیا ہے۔[xiv] مروان بن حکم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مسائل دریافت کرتے تھے اور یہ بھی فرماتے کہ:

’’ جب ہم میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج مطہرات موجود ہیں تو ہم کسی اور سے کیسے سوال کریں‘‘۔[xv]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالی نے اس قدر علمی اور فقہی مقام دیا تھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جلیل القدر صحابہ بھی ان سے مسائل کا حل طلب فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ عنہ جیسے کثیر تعداد میں روایات نقل کرنے والے صحابہ بھی ان سے مسائل کے حل کے لیے رجوع فرمایا‘‘۔[xvi]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ۳۷۸ روایات نقل ہیں جن میں سے بخاری اور مسلم نے ۱۳ روایات متفق علیہ نقل کی ہے اور بخاری نے ۳ انفرادی روایات اور مسلم نے ۱۳ روایات نقل کی ہیں۔

صحابہ کرام میں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والوں میں حضرت عبد اللہ ابن عباس، حضرت عائشہ ، حضرت ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ [xvii]

تابعین میں سے قبیصہ بن زؤیب، نافع مولا ابن عمر، عبد الرحمن ابن الحارث بن ہشام ، عامر بن ابی امیہ ، عبد اللہ بن رافع، ابو کثیر اور سلیمان بن یسار اور اس کے علاوہ ان کے اولاد میں سے عمر اور زینب ہیں۔

- **حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا:**

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا ابتدائی مسلمان مہاجرات میں سے تھیں۔ یہ ایک انتہائی ذہین خاتون تھی اور اللہ تعالی نے ان کو کمال حافظے سے نوازا تھا۔ یہ مشہور صحابی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے عقد میں رہیں۔

علامہ ابنؒ نے ان کے بارے میں لکھا ہے:

" وہ(فاطمہ رضی اللہ عنہا) ابتدائی طور پر ہجرت کرنے والی مہاجرات میں سے تھیں اور صاحب جمال اور عقل والی تھی، پہلے وہ ابو بکر بن حفص مخزومی کے پاس رہیں، پس انہوں نے انکو طلاق دی۔ پھر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی"۔[xviii]

ان کے حافظے کا یہ عالم تھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے منقول جساسہ سے متعلق طویل حدیث مکمل طور پر صرف اور صرف انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے نقل کی ہے۔ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حدیث نقل بیان فرمائی تو انہوں نے اس حدیث کو فوری طور پر یاد کیا اور ان سے پھر کئی صحابہ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔[xix]

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالی نے سمجھ بوجھ اور سیرت دونوں لحاظ سے اچھی خصوصیات سے نوازا تھا اور اللہ تعالی نے ان کو انتہائی ذی شعور اور علم والا اور باکمال خاتون بنایا تھا۔ ابن اثیر ؒ ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''لها عقل وكمال''[xx]

"وہ انتہائی عقل اور شعور والی اور انتہائی باکمال خاتون تھیں"۔

قطعی طلاق کے بعد عورت کے نان نفقہ اور سکنیٰ کے نہ ہونے کی حدیث میں بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو تفرد حاصل ہے۔ جب ان کو اپنے شوہر نے طلاق دی اور نان نفقہ دینے سے انکار کیا۔ تو انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے شکایت کی، تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سے فرمایا ''لا سكنى لك ولا نفقة'' "آپ کے لیے سکنہ اور نفقہ نہیں ہے۔[xxi]

حدیث کے بارے میں سیکھنے کے لیے تشریف لانے والے لوگوں کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور خاطر تواضع کرتیں۔ جیسا کہ شعبی ؒ فرماتے ہیں:

ہم حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، تو انہوں نے ہماری خاطر تواضع کرتے ہوئے ہمیں تازہ کھجوروں کا تحفہ دیا، جنہیں "ابن طاب" کی اعلیٰ درجے کی کھجوریں کہا جاتا تھا، اور ساتھ میں جو کے ستو بھی پلائے۔[xxii]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شوریٰ کا اجلاس حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہی منعقد ہوا تھا۔[xxiii]

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والوں میں، ابو بکرؒ بن ابی الجہم، ابو سلمہؒ بن عبد الرحمن، قاسمؒ بن محمد، سعیدؒ ابن المسیب، عروہؓ بن زبیرؓ، عبید اللہؒ بن عبد اللہ، اسودؒ بن یزید، سلیمانؒ بن یسار، محمدؒ بن عبد الرحمن بن ثوبانؒ، عامر الشعبیؒ، عبد الرحمنؒ بن عاصم بن ثابت، تمیم ؒ مولا فاطمہ بنت قیس شامل ہیں۔[xxiv]

- **حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا:**

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے متعدد روایت نقل کی ہیں۔ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے زیادہ احادیث حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے نقل کی ہیں۔ انہوں نے تقریبا ۷۶ احادیث حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے نقل فرمائی ہیں۔[xxv] حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرنے والوں میں سے حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ، یزید بن الاصم، عبید بن سباق، عبد الرحمن بن سائب، کریب مولا ابن عباس رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن شداد، سلیمان بن یسار اور عطاء بن یسار شامل ہیں۔[xxvi]

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنھا کے تعلیم میں سے عمومی روایات گھر کے اندر کے معاملات، حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے گھر کے اندر نماز کی کیفیت، اور طہارت کے باب میں غسل اور وضو کے حوالے سے روایات پر مشتمل ہیں۔[xxvii]

- **حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا:**

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا بھی ان صحابیات میں سے ہیں کہ جنہوں نے تعلیمی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے انہوں نے متعدد روایات نقل کی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں سے ان کے بھائی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما اور ان کی بیوی صفیہ بنت ابی عبیدؓ اور ان کے بیٹے حمزہؓ شامل ہیں۔[xxviii] امام بخاری اور امام مسلم نے چار متفق علیہ احادیث اور امام مسلم نے انفرادی طور پر چھ احادیث حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا سے روایت کی ہیں۔[xxix]

2. مسلمان خواتین کی معاشی سرگرمیاں

اسلام ایک کامل دین ہے اور اس میں زندگی گزارنے کے ہر قسم کے اصول موجود ہیں۔ اللہ تعالی نے فکر معاش کی ذمہ داری بنیادی طور پر مرد کے اوپر لگا رکھی ہے۔ تاہم عورت کو بھی معاشرے میں کردار ادا کرنے کے لیے بوقت ضرورت معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت دی ہوئی ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دور میں اور ان کے بعد کے مختلف ادوار میں مسلمان عورتیں مختلف معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیتے آئی ہیں۔

- **تجارتی سرگرمیاں:**

اسلامی تاریخ میں خواتین کی تجارت میں سب سے عظیم نام ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا مکہ کی ایک عظیم تاجرہ تھیں، جو اپنا مال شام کی طرف لوگوں کے ذریعے سے بھیجتی تھیں۔ جس میں سے سرمایہ ان کا ہوتا تھا اور نفع مال لے جانے والے اور ان کے درمیان تقسیم ہوتا تھا۔ ابن سعدؒ نے طبقات الکبریٰ میں لکھا ہے:

"حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا عزت والی اور بہت مال و دولت والی خاتون تھیں، وہ شام کی طرف مال تجارت بھیجتی تھیں اور ان کا قافلہ قریش کے عام قافلے جیسا ہوتا تھا۔ اور وہ لوگوں مضاربت کے اصولوں کے ساتھ اجرت پر لیتی تھیں اور ان کو مال حوالہ کرتی تھیں"۔[xxx]

ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی صاحب نے لکھا ہے کہ "حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کے بعد بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کی تجارتی سرگرمی جاری رہی اور اس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام بھی برابر کے شریک و سہیم ہے"۔[xxxi]

حضرت قیلہ انماریہ رضی اللہ عنھا بھی ایک تاجر خاتون تھیں ۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ خرید و فروخت کے حوالے سے ہونے والے سوال وجواب کے بارے میں وہ روایت نقل کرتی ہیں کہ: میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کیا کہ میں ایک تاجر عورت ہوں جب میں کوئی چیز خریدنا چاہتی ہوں تو اس کی قیمت اپنی مطلوبہ قیمت سے کم بتا کر پھر اس کو آہستہ آہستہ بڑھاتی ہوں اور اپنی مطلوبہ قیمت پر خرید لیتی ہوں اور جب میں کوئی چیز بیچنا چاہتی ہوں تو اس کی قیمت اپنی مطلوبہ قیمت سے زیادہ بتا کر پھر اس کو آہستہ آہستہ کم کر کے اپنی مطلوبہ قیمت پر بیچ لیتی ہوں۔[xxxii] تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

"قیلہ ایسانہ کرو!جب تم کوئی چیز خریدنا چاہتی ہو، تو وہی قیمت لگاؤ جو قیمت تم چاہتی ہو (یعنی جس قیمت میں تم خریدنا چاہتی ہو پھر چاہے) وہ چیز تمہیں دی جائے یا نہ دی جائے اور جب تم کوئی چیز بیچنا چاہو، تو وہی قیمت کہو جو تم چاہتی ہو (جس قیمت میں تم اس کو بیچنا چاہتی ہو چاہے) پھر وہ چیز دے دو یا روک لو (یعنی وہ چیز تم بیچ دو یا نہ بیچو)۔"[xxxiii]

حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا جو کہ ام سائب کے نام سے مشہور تھیں، وہ عطر کا کاروبار کرتی تھیں اور عطر بیچا کرتی تھیں۔ ابن الاثیر نے اسد الغابۃ میں لکھا ہے:

''كانت تبيع العطر''۔

ان کے بیٹے سائب بن اقرع روایت کرتے ہیں کہ ان کی والدہ ملیکہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس عطر بیچنے کے لیے داخل ہوئیں ،تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا '' يا مليكة الک حاجة '' "یاملیکۃ آپ کی کوئی حاجت ہے؟؟" توانہوں نے فرمایا: جی ہاں ۔تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ''فكلميني فيها أقضها لك''، تو فرمانے لگی: نہیں !اللہ کی قسم اور کوئی حاجت نہیں، بس میرے اس بیٹے (ان کے اس بچہ تھا) کے لیے دعا کیجئے۔ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔[xxxiv]

اسماء بنت مخربہ ایک خاتون تھی جو کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دور میں عطر بیچا کرتی تھیں اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور تک حیات رہی۔ ابن سعدؒ نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ان کا بیٹا عبد اللہ بن ابی ربیعہ یمن سے ان کے پاس عطر بھیجتا تھا اور وہ یہاں پر اس کو بیچتی تھی۔ تو ہم ان سے خریدتی تھیں۔ تو جب وہ میرے لئے شیشی وزن کر کے اس کو بھر لیتی تھی، جس طرح وہ میری ساتھیوں کے لئے بھرتی تھی، تو پھر کہتی تھی کہ لکھو! کہ میرا تم پر حق ہے۔ تو میں کہتی کہ جی ہاں! لکھو کہ اس کا ربیع بنت معوذ پر حق ہے"۔[xxxv] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نا صرف نقد بلکہ ادھار پر بھی عطر فروخت کیا کرتی تھیں۔

ایک اور صحابیہ حضرت حولہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دور میں عطر بیچا کرتی تھیں۔ وہ اس قدر مشہور ہو گئی تھی کہ اس کا نام ہی حولہ العطارہ پڑ گیا تھا۔ ابن الاثیرؒ نے اسد الغابہ میں ذکر کیا ہے کہ ایک دفع وہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئی، تو جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے تو پوچھا: ''إني لأجد ريح الحولاء، فهل أتتكم؟ هل ابتعتم منها شيئا''! "مجھے حولاء کہ خوشبو آ رہی ہے۔ کیا وہ آپ کے پاس آئی تھی! کیا آپ لوگوں نے اس سے کچھ خریدا ہے"؟ تو اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: نہیں واللہ یا رسول اللہ! بلکہ وہ اپنے شوہر کی شکایت کرنے کے لئے یہاں آئی تھی۔[xxxvi]

- **کاریگری:**

حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور صحابہ کرامؓ کے دور میں مختلف صحابیات نے مختلف قسم کے کاریگری کو اپنا ذریعہ معاش بنایا اور کچھ صحابیات ذریعہ معاش بنائے بغیر بھی کاریگری کرتی تھیں، جس میں خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج مطہرات بھی شامل ہیں۔

ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ہیں کہ جو اپنے ہاتھوں سے کام کرتی تھی اور پھر اس میں سے خیرات بھی کرتی تھیں۔ ابن الاثیرؒ نے ان کے بارے میں اسد الغابۃ میں نقل کیا ہے کہ "وہ دستکاری کرنے والی خاتون تھیں، اپنے ہاتھوں سے کام کرتی تھی

اور اللہ تعالی کے راستے میں خرچ کرتی تھیں"[xxxvii] امام مسلمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ "ہم میں سے لمبے ہاتھوں والی حضرت زینب رضی اللہ عنھا تھیں، کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور صدقہ کرتی تھیں"۔ (لمبے ہاتھوں سے مراد اللہ کی راہ میں زیادہ خرچ کرنے والی تھیں)۔[xxxviii]

حضرت رائطہ رضی اللہ عنھا جو کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی وہ بھی ایک کاریگر خاتون تھی اور اپنے ہاتھوں سے کماتی تھی اور اپنے گھر والوں کے اوپر خرچ کرتی تھی ابن سعدؒ نے طبقات میں ان کے بارے میں لکھا ہے: ''وكانت امرأة صناعا''[xxxix] "وہ ایک کاریگر خاتون تھیں"۔

مدینہ کے اندر ایک اور بھی کاریگر خاتون تھیں۔ جو کہ اپنے ہاتھوں سے چادریں بنتی تھیں۔ ان کے بارے میں امام بخاری نے صحیح بخاری نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ ایک بار حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس تشریف لائی اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو انہوں نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چادر پیش کی اور فرمایا "یارسول اللہ! یہ چادر میں نے خاص آپکے لئے بنائی ہے"۔ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے وہ چادر ان سے اس انداز میں لی کہ جیسے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اس کی ضرورت ہو۔[xl]

- **زراعت اور کاشتکاری**

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دور میں متعدد صحابیات کاشتکاری اور زراعت کے ساتھ متعلقہ پیشوں میں بھی شرکت کیا کرتی تھیں۔ جن میں سے کچھ کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خالہ کھجوروں کی کاشتکاری کرتی تھیں۔ مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

'' طُلِّقَتْ خَالَتِي، فَأَرَادَتْ أَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا، فَزَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: بَلَى فَجُدِّي نَخْلَكِ، فَإِنَّكِ عَسَى أَنْ تَصَدَّقِي أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا "[xli]

میری خالہ کو طلاق ہو چکی تھی۔ جب انہوں نے اپنے کھجوروں کا پھل اتارنے کا ارادہ کیا تو ایک شخص نے انہیں گھر سے باہر جانے پر روک دیا۔ وہ اس معاملے میں رہنمائی کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیوں نہیں، تم اپنے کھجوروں کا پھل اتارو، ممکن ہے تم اس سے صدقہ کرو یا کوئی اور نیکی کا کام کرو۔"

ام بشیر رضی اللہ عنھا جو کہ ایک انصاری خاتون تھی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی، ان کا بھی کھجوروں کا ایک باغ تھا، جس میں وہ خود کام کرتی تھی ۔ ابو عوانہؒ نے مستخرج ابو عوانہ میں حضرت عبد اللہ بن رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: "حضور علیہ الصلوۃ والسلام ام مبشر الانصاریہ رضی اللہ عنہا کے باغ میں داخل ہوئے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سے فرمایا: ''من غرس هذا النخل أمسلم أم كافر؟ کس نے یہ کھجوریں اگائی ہیں مسلمان نے یا کافر نے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مسلمان نے! تو پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

"لا يغرس مسلم غرسا، ولا يزرع زرعا فيأكل منه إنسان ولا دابة ولا شيء إلا كانت له صدقة"[xlii]

"جب کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے یا زمین میں فصل بوتا ہے، تو اس میں سے اگر کوئی انسان، جانور یا پرندہ کچھ کھالیتا ہے، تو وہ اس کے لیے صدقہ شمار ہوتا ہے"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ، حضرت اُم سُلیم رضی اللہ عنہا، جو علم و عمل میں ممتاز تھیں، ان کے پاس بھی کھجور کے باغات تھے جہاں وہ خود کام کرتی تھیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک مفصل حدیث روایت کی ہے جس میں اس واقعے کا ذکر موجود ہے کہ ان کی والدہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو کچھ درخت عطیہ کیے تھے۔ تو جب خیبر کی جنگ ختم ہوئی، تو اس وقت مہاجرین نے انصار کو اپنے جو درخت وغیرہ لوٹا دیے تھے۔ جبکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے درخت حضرت ام ایمن جو کہ ان کی باندی تھی ان کو عطا کیے تھے۔ تو میں جب گھر والوں کے کہنے پہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس آیا، تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے وہ درخت مجھے واپس کر دیے۔ تو ام ایمن رضی اللہ عنہا تشریف لائی اور میرے گردن میں کپڑا ڈال کر فرمایا: کہ ہم وہ آپ کو ہرگز نہیں دیں گے جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں عطا کئے ہیں۔ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سے فرمایا: ''يا أم أيمن! اتركيه ولك كذا وكذا''۔[xliii]

امام بخاری ؒ نے مدینہ کی ایک اور عورت کے حوالے سے حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے جو کہ اپنے کھیتوں میں چقندر لگایا کرتی تھی اور جمعہ والے دن وہ لوگوں کو کھلاتی بھی تھی ، وہ ذکر کرتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں ایک بزرگ خاتون رہا کرتی تھیں جو نہر کے کنارے واقع اپنے کھیت میں چقندر اگایا کرتی تھیں۔ وہ ہر جمعہ کے دن تازہ چقندر نکالتیں، اسے ہانڈی میں پکاتیں، اور اوپر سے جو کے آٹے کی ایک مٹھی شامل کر دیتیں، جس سے وہ کھانا گوشت جیسے ذائقے والا بن جاتا۔ ہم جمعہ کی نماز کے بعد جب ان سے ملاقات کے لیے جاتے تو وہ محبت سے ہمیں یہی چقندر کا سالن پیش کرتیں، اور ہم بڑی رغبت سے اسے کھاتے۔ جمعہ کا دن ہمیں ان کے دسترخوان کے اسی سادہ مگر لذیذ کھانے کا شدت سے انتظار دلاتا تھا۔[xliv]

اس کے علاوہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دور میں متعدد صحابیات دیگر مختلف پیشوں کے ساتھ منسلک تھیں۔ مثلاً کچھ صحابیات ایسی بھی تھیں کہ جو رضاعت کو اپنا پیشہ بنا کے رکھتی تھی۔ کچھ صحابیات ایسے بھی تھیں جنھوں نے باقاعدہ طب اور جراحت سے متعلقہ پیشے اپنائے ہوئے تھے اور کچھ کے بارے میں اجرت پر بھی کام کرنے کا ذکر ملتا ہے۔

3. مسلمان خواتین کی وانتظامی اور شوریٰ کی سرگرمیاں:

اسلام نے عورت کو دیگر بہت ساری حقوق کے ساتھ ساتھ ایک حق سیاسی حقوق کا بھی دیا ہوا ہے جہاں پر عورت مختلف طریقوں سے سیاسی سرگرمیوں مثلاً شوریٰ وغیرہ میں حصہ لے سکتی ہے۔ خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دور میں اور صحابہ کرام کے دور میں بھی صحابیات وقتاً فوقتاً مختلف حکومتی معاملات میں اور شوری کے اندر حصہ لیتی رہی ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام بذات خود بھی امہات المؤمنین سے مختلف امور میں مشاورت کرتے رہے ہیں اور ان سے رائے طلب کرتے رہے ہیں۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر معاہدے سے فارغ ہونے کے بعد جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے صحابہ سے فرمایا: ''قوموا فانحروا ثم احلقوا'' ''اٹھو اور قربانی کرلو اور پھر حلق کرلو'' ۔ تو صحابہ میں سے کوئی بھی کھڑا نہ ہوا، حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جب تین مرتبہ دہرانے پر بھی جب کوئی کھڑا نہ ہوا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا 'جو کہ خیمے میں تھیں' سے جا کر اس معاملے میں بات کی۔ تو ام سلمۃ رضی اللہ عنہا نے مشورہ دیا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ باہر تشریف لے جائیں اور بغیر کسی سے کوئی بات کئے اپنی قربانی کرلیں اور پھر اپنے حجام کو بلائیں اور ان سے سر منڈھوالیں ۔ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ویسا ہی کیا۔ امام بخاریؒ نے حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ سے منقول طویل حدیث نقل کی ہے جس میں وہ ذکر کرتے ہیں کہ:

''جب کوئی بھی کھڑا نہ ہوا تو آپ علیہ السلام ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور معاملہ ذکر کیا۔ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کے نبی کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ باہر تشریف لے جائیں اور کسی سے کچھ نہ کہیں بلکہ اپنا قربانی کا جانور ذبح کرلیں اور اپنے حجام کو بلالے جو آپ کے بال مونڈھ دے''۔ [xlv]

یہ واقعہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے باقاعدہ عامۃ المسلمین کے امور میں بھی امہات المؤمنین کو مشورے میں شریک کیا ہے اور ان کے مشوروں پر عمل بھی کیا ہے۔

حضرت شفا بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا جو کہ ایک مشہور صحابیہ تھی اور اولین مہاجرات میں سے تھی۔ ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے شوری میں شریک کیا کرتے تھے اور ان سے رائے لیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کو بازار کا نگران بھی مقرر کیا گیا تھا۔

علامہ ابن حجرؒ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو رائے میں مقدم رکھتے تھے اور ان کو فضیلت دیتے تھے اور اس کے علاوہ کبھی ان کو بازار کے معاملات پر بھی مقرر کرتے تھے۔ [xlvi]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی مختلف امور میں شرکت کی ہے۔ رائے عامہ کے حوالے سے وہ لوگوں میں بہترین رائے رکھنے والی تھیں۔ اس لیے صحابہ کرامؓ ان کے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور ان سے مختلف امور میں رائے لیا کرتے تھے۔ ابن الاثیرؒ نے حضرت عطا بن ابی رباحؒ کی روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

''كانت عائشة من أفقه الناس وأحسن الناس رأيا في العامة.''

''عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ باشعور لوگوں میں سے تھیں اور لوگوں میں سب سے اچھی رائے رکھتی تھیں''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی مشاورت کے اندر مختلف اوقات میں خواتین کو شامل کیا ہے اور ان کی رائے کو لے کر ان کے اوپر باقاعدہ عمل پیرا بھی ہوئے ہیں اور جہاں کہیں ان کو ان کی رائے مضبوط اور مستند معلوم ہوئی ہے، وہاں پر انہوں نے اپنی رائے کو چھوڑ کر ان کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے عوام میں بھی نافذ کی ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ نے مسروقؒ کی روایت ذکر کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ممبر پر بیٹھے اور اعلان کیا کہ اے لوگو! تم نے کیوں لمبے بہت زیادہ مہر باندھنا شروع کر دیئے ہیں؟ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور صحابہ کی عورتوں کا مہر تو ۴۰۰ درہم تھا، اگر اس سے زیادہ تقوی کے مطابق ہوتا تو تم ان سے سبقت نہیں لے جاسکتے تھے۔ تو کوئی بھی اپنی عورتوں کو ۴۰۰ درہم سے زیادہ مہر نہ دے۔

جب وہ ممبر سے اترے، تو ایک قریشیہ عورت ان کے پاس تشریف لائی اور ان کے اوپر اعتراض کیا کہ یا امیر المؤمنین! کیا آپ نے لوگوں کو اس بات سے منع کیا ہے کہ وہ ۴۰۰ درہم سے زیادہ مہر نہ دے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جی ہاں! قریشیہ عورت نے کہا: کیا آپ نے قرآن میں اللہ کا قول نہیں سنا؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: وہ کیا؟ قریشیہ عورت نے فرمایا: کیا آپ نے نہیں سنا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

'' وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ''[xlvii]

تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' اللهم غفرا، كل الناس أفقه من عمر ''

اے اللہ معاف فرما، عمر سے تو ہر شخص زیادہ سمجھدار ہے۔

پھر آپ دوبارہ ممبر پر چلے گئے اور اعلان کیا کہ اے لوگو! میں نے آپ کو اس بات سے روکا تھا کہ عورتوں کو ۴۰۰ درہم سے زیادہ مہر نہیں دینا، تو جو اپنی مرضی سے اپنے مال میں سے جتنا مہر دے سکتا ہے وہ اتنا دے۔[xlviii]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اور موقع پر ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا جو کہ ان کی بیٹی تھی ان سے مشاورت کی تھی، جس کی وجہ سے تمام خواتین کے لیے ایک بڑی مشکل کا حل نکالا گیا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو گشت فرما رہے تھے تو دورانِ گشت انہوں نے ایک گھر سے کسی عورت کی آواز سنی جو کچھ اشعار پڑھ رہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اشعار کے لہجے سے اندازہ ہوا کہ وہ عورت اپنے شوہر کی جدائی میں غمگین ہے۔ انہوں نے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ عورت نے اندر سے پوچھا: "رات کے اس پہر کون ہے؟" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ دروازہ کھولو، میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ عورت نے انکار کر دیا اور کہا: "اگر امیر المؤمنین کو اس بات کی خبر ہو گئی تو آپ کو سزا دیں گے!" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں ہی امیر المؤمنین ہوں۔" عورت کو پہلے یقین نہ آیا، لیکن جب حضرت عمر نے اونچی آواز میں بات کی، تو وہ ان کی آواز پہچان گئی اور دروازہ کھول دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے سوال کیا کہ وہ اشعار میں کیا کہہ رہی تھی؟ اس پر عورت نے اپنے اشعار دہرا دیے اور بتایا کہ اس کا شوہر طویل عرصے سے جہاد پر گیا ہوا ہے، جس کی جدائی نے اسے بے قرار کر رکھا ہے۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً اس عورت کے شوہر کو واپس بلوایا اور اسے گھر بھیج دیا۔

اس مسئلے کی تہہ تک پہنچنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی، اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے دریافت فرمایا" : کم تصبر المرأة عن زوجها؟ "یعنی "عورت اپنے شوہر کی غیر موجودگی کتنے عرصے تک صبر کے ساتھ گزار سکتی ہے؟" تاکہ عورتوں کے جذبات و فطری ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر مجاہدین کی روانگی کی مدت کا تعین کیا جاسکے۔

توام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا نے جواب دیا:'' شهرا واثنين وثلاثة والا فأربعة اشهر''[xlix] ایک مہینہ یا دو مہینے یا تین مہینے یا پھر چار مہینے۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ عنہ نے یہ فرمان جاری کیا کہ چار مہینے سے زیادہ لشکر کو نہ روکا جائے۔

ان واقعات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دور میں اور خلفائے راشدین کے دور میں بھی عورت باقاعدہ طور پر مشاورتی امور میں اور حکومتی معاملات میں شرکت کرتی رہی ہے اور یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں عورتوں سے متعلقہ مسائل کے لیے خصوصی طور پر عورتوں کو مشاورت کے اندر شریک کیا ہے اور ان سے مستند رائے مانگی ہے اور اس کے مطابق تمام مسلمانوں کے لیے احکامات جاری کیے ہیں۔

4. مسلمان خواتین کی متفرق معاشرتی سرگرمیاں:

تعلیمی، معاشی اور 'انتظامی اور سیاسی' سرگرمیوں کے علاوہ صحابیات نے دیگر بھی کئی قسم کی سرگرمیوں میں حصہ لیا ہے۔ مثلا صحابیات نے تفریحی اور رفاہی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ بالخصوص امہات المؤمنین نے رفاہ عامہ کے کام میں بہت زیادہ شرکت کی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بہت ساری صفات کا مجموعہ تھیں۔ اپنی تمام تر دیگر سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ رفاہی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا غلاموں کو آزاد کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔ امام بخاریؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے متعلق روایت نقل کی ہے:

حضرت بریرہ رضی اللہ عنھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے پاس تشریف لائی اور کہا کہ میں نے اپنی مالکوں کے ساتھ مکاتبت کی ہے اور مجھے ہر سال ایک اوقیہ چاندی ادا کر کے کل نو اوقیہ چاندی ادا کرنی ہے تو اس معاملے میں آپ میری مدد فرمائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اگر تمہارے مالک پسند کریں تو میں تمہاری رقم ادا کر کے تمہیں آزاد کر دوں، اور ولاء میرے لئے ہو، حضرت بریرہؓ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور شرط ذکر کی، لیکن وہ نہیں مانے۔ انہوں نے کہا کہ مکاتبت صرف اس صورت میں ہو گی کہ ولاء ہمیں حاصل ہو گی ۔تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے معاملہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام سے ذکر کیا ،تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ''۔[l]

ان غلاموں کو آزاد کر دے، اور اگر وہ چاہیں تو اپنے اختیار سے ولاء کسی اور کے ساتھ مشروط کر لیں۔ تاہم اصل ولاء کا حق اسی شخص کو حاصل ہو گا جس نے انہیں آزاد کیا ہے، کیونکہ ولاء کا استحقاق ہمیشہ آزاد کرنے والے کو ہی ہوتا ہے۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے متعلقہ ایک اور طویل حدیث ذکر کی ہے۔ جس میں انہوں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ سے بات نہ کرنے کی نذر مانی تھی اور پھر اس نذر کو بوجہ شرعی عذر توڑنے کے بعد حضرت ام عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ۴۰ غلام آزاد کیے تھے۔''وأعتقت في نذرها ذلك أربعين رقبة''[li]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دور میں بعض صحابیات نے باقاعدہ جہاد میں بھی شرکت کی ہے۔ جہاد میں عورتیں زخمی ہونے والوں کو دوائی وغیرہ دیتی تھیں اور اس کے علاوہ ان کے لیے کھانے وغیرہ کے تیاری کا اہتمام کرتی تھیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ جب جنگ کرتے توام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی کچھ دوسری عورتوں کو ساتھ لے جا کر جنگ کرتے، وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں"۔ [lii]

ایک اور حدیث میں امام مسلمؒ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت نقل کی ہے۔ وہ فرماتی ہے کہ:

''غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ، فَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ، وَأُدَاوِي الْجَرْحَى، وَأَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى''[liii]

"میں نے سات غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کی، جہاں میں میدان جنگ کے پیچھے خیموں میں مقیم رہتی۔ میری ذمہ داریوں میں آپ ﷺ کے لیے کھانے کی تیاری، زخمیوں کی مرہم پٹی اور بیماروں کی تیارداری شامل تھی۔"

اس طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ:

'' كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: نَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ، وَنَرُدُّ الْقَتْلَى وَالْجَرْحَى إِلَى الْمَدِينَةِ ''[liv]

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوات میں شریک ہوتی تھیں، مجاہدین کو پانی پلانے، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور شہداء کو مدینہ واپس لانے کا اہتمام کیا کرتی تھیں۔"

اسی طرح اور بھی کئی صحابیات تھیں کہ جو طب میں مہارت رکھتی تھی اور وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ شرکت کرتے ہوئے زخمیوں کی مرہم پٹی وغیرہ کرتی تھی۔ ابن سعدؒ نے ام سنان الاسلمیہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ: جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے خیبر کا ارادہ کیا تو میں ان کے پاس آئی اور ان سے میں نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ جانا چاہتی ہوں، میں مشکیزوں کی سلائی کروں گی اور مریضوں اور زخمیوں کا علاج کروں گی اور اگر زخمی نہ ہو تو میں پھر سامان کی دیکھ بھال کروں گی۔ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

"اللہ کی برکت سے آپ بھی ساتھ چلیں! کیونکہ تمہاری اور کئی سہیلیاں ہیں جنہوں نے مجھ سے بات کی تھی، تو میں نے ان کو اجازت دی ہے، بعض آپ کے قوم میں سے ہیں اور بعض قوم کے علاوہ ہیں۔ اگر آپ چاہتی ہیں تو آپ اپنے قوم کے ساتھ جا سکتی ہیں اور اگر آپ چاہتی ہیں تو ہمارے ساتھ تو میں نے فرمایا کہ: میں آپ کے ساتھ جانا چاہتی ہوں تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: '' فكوني مع أم سلمة زوجتي''[lv] "پس آپ میری زوجہ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کے ساتھ رہیں"۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کے بعد کئی صحابیات نے خود اسلام لانے کے بعد دوسروں تک اسلام پہنچانے کی ذمہ داری لی اور دعوتی سرگرمیاں شروع کر دیں، ان کی وجہ سے کئی لوگ اسلام کے اندر داخل ہوئے۔ ام شریک الدوسیہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھی، جو

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دور میں ایمان لانے کے بعد دوسری خواتین کو خفیہ طور پر اسلام کی طرف دعوت دیتی تھیں اور ان کو ترغیب دیتی تھیں پھر جب کفار کو پتا چلا تو ان کو اس علاقے سے نکال دیا۔

ابن اثیرؒ نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما کی ایک روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ " ام شریک نے اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ اس وقت مکہ میں تھی۔ وہ قریش میں سے خاتون تھی اور بنی عامر بن لؤی قبیلے سے ان کا تعلق تھا، اور وہ ابو العسکر الدوسی کی بیوی تھی۔ وہ جب اسلام لے آئی تو پھر وہ قریش کے عورتوں کے پاس جاتی تھی اور ان کو دعوت دیتی تھی اور چپکے سے ان کو اسلام کی طرف بلاتی تھی، یہاں تک کہ یہ بات مکہ والوں کے اوپر ظاہر ہو گئی، تو انہوں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کو اپنے قوم کی طرف بھیج دیا"۔[lvi]

خواتین نے اسلام کے لیے ہر طرح کی قربانیاں دی ہیں ۔ یہاں تک کہ اپنی جانیں پیش کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ اسلام میں سب سے پہلی شہید بھی ایک خاتون حضرت سمیہ رضی اللہ عنھا ہی تھیں۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنھا حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، ابتدائی طور پر مسلمان ہونے والوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کو اسلام کے لیے بہت ساری تکالیف دی گئیں، لیکن وہ ثابت قدم رہیں اور اسلام نہیں چھوڑا اور صبر کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ ابو جہل نے ایک دن ان کو نیزہ مارا اور اس کی وجہ سے ان کی شہادت واقع ہو گئی۔ ابن سعدؒ نے طبقات الکبری میں لکھا ہے کہ ان کو اللہ تعالی کے راستے میں بہت زیادہ تکلیفیں دی گئیں تاکہ وہ اپنے دین کو چھوڑ دے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور صبر کیا، یہاں تک کہ ایک دن ابو جہل ان کے پاس سے گزر رہے تھے تو ان کو نیزہ مارا اور وہ وفات پا گئیں۔ وہ اسلام کی پہلی شہید تھی اور وہ ایک بوڑھی عمر کی ضعیف عورت تھی۔ جب بدر کے دن ابو جہل قتل ہوا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عمار بن یاسر سے فرمایا کہ اللہ تعالی نے آج آپ کی ماں کے قاتل کو قتل کر دیا ہے۔[lvii]

خلاصہ کلام:

ان تمام تر روایات اور واقعات کو دیکھ کر یہ نتائج سامنے آتے ہیں کہ:

- اسلام نے عورت کو ضروریات زندگی کے مطابق مختلف عملی سرگرمیوں میں شرکت کی مشروط اجازت دی ہے۔
- مسلمان خواتین نے تعلیمی سرگرمیوں میں حصہ لے کر دین کو آگے پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔
- مسلمان خواتین اپنے گھر کے معاملات کو چلانے کے ساتھ ساتھ معاشرے کی بہتری کے لئے مختلف رفاہی سرگرمیوں میں بھی اپنا کردار ادا کرتی رہی ہیں۔
- گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ مسلمان خواتین بوقت ضرورت مختلف معاشی سرگرمیوں سے بھی وابستہ رہی ہیں۔
- اہم موقف پر مستند رائے اور دلیل رکھنے کی وجہ سے خواتین کو مشاورتی امور میں بھی شریک کیا گیا ہے۔
- اسلام کی سربلندی کے لئے خواتین نے جہاد میں بھی حصہ لیا ہے۔

Bibliography

أحمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند النساء، حديث أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، ح ٢٦٦٩٦

أبو عوانة، يعقوب بن إسحاق، المسند الصحيح المخرج على صحيح مسلم، (المدينة المنورة، الجامعة الإسلامية، الطبعة: الأولى)، كتاب البيوع، ح أحمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، (مؤسسة الرسالة، ٢٠٠١ م)، مسند النساء، حديث أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، ح ٢٦٥٤٦

٥٦٢٢

ابو عيسى، محمد بن عيسى، سنن الترمذی (دار الرسالة العالمية: ٢٠٠٩م)، أبواب المناقب عن رسول الله ﷺ، باب من فضل عائشة، ح ٤٢٢١

ابن أبي شيبة، أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، (لبنان: دار التاج، ١٩٨٩ م)، كتاب الطلاق، ح ١٨٦٦٧

ابن الأثير، علي بن محمد الجزري، أسد الغابة في معرفة الصحابة، (بيروت: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى)

ابن الجوزي، عبد الرحمن ابن الجوزي، تلقيح فهوم أهل الأثر في عيون التاريخ والسير، (بيروت: الطبعة الأولى، ١٩٩٧م)

ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر، الإصابة في تمييز الصحابة، (بيروت: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى)

ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر، تهذيب التهذيب، (بيروت: دار المعرفة، ١٩٩٦ م)

ابن كثير، إسماعيل بن كثير، تفسير القرآن العظيم، (مكتبة أولاد الشيخ، الطبعة الأولى)

ابن ماجه، محمد يزيد ابن ماجه، سنن ابن ماجه، (دار الرسالة العالمية، ٢٠٠٩ م)، كتاب التجارات، ح ٢٢٠٤

ابن قيم الجوزي، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد، إعلام الموقعين عن رب العالمين، (بيروت: دار الكتب العلمية، ١٩٩١م)

ابن سعد، محمد بن سعد بن منيع الهاشمي، الطبقات الكبرى، (بيروت: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى)

بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، (دمشق: دار ابن کثیر ۱۴۱۴ھ)، کتاب البیوع، ح ۱۹۸۷

القرشي، غالب عبد الكافي، اوليات الفارق السياسية، (دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع)

کلثوم منشاء، عہد بنو امیہ اور بنو عباس میں مسلم خواتین کی عملی سرگرمیاں: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ، اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

محمد یسین مظہر، رسول اکرم ﷺ اور خواتین، (لاہور، کتاب سرائے پبلشرز، ۲۰۰۸م)

مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، (ترکیا: دار الطباعة العامرة ١٣٣٤ھ)، کتاب الفتن وأشراط الساعة، ح ٢٩٤٢

ندوي، سيد سليمان الندوي، سيرة السيدة عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، (دار القلم، الطبعة الأولى، ٢٠٠٣ م)

على عبد الباسط مزيد، منهاج المحدثين في القرن الأول الهجري وحتى عصرنا الحاضر، (الهيئة المصرية العامة للكتاب)

شمس الدين ذهبي، محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، سير أعلام النبلاء، (مؤسسة الرسالة، الطبعة الثالثة)

Gerber, Haim. "Social and Economic Position of Women in an Ottoman City, Bursa, 1600–1700." International Journal of Middle East Studies 12, no. 3 (1980). http://www.jstor.org/stable/163000

Swapna Rani Das, "The Role of Women During Mughal Rule: 1526 to 1707" (PhD diss., Karnatak University, Dharwad, 2007). https://dn790006.ca.archive.org/...

حوالاجات

---

[i] ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر، الإصابة في تمييز الصحابة، (بيروت: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى)، ج ٨ ص، ٢٣٣

[ii] کلثوم منشاء، عہد بنو امیہ اور بنو عباس میں مسلم خواتین کی عملی سرگرمیاں: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ، اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

[iii] Gerber, Haim. "Social and Economic Position of Women in an Ottoman City, Bursa, 1600-1700." *International Journal of Middle East Studies* 12, no. 3 (1980): 231–44. http://www.jstor.org/stable/163000.

[iv] Swapna Rani Das, "The Role of Women During Mughal Rule: 1526 to 1707" (PhD diss., Karnatak University, Dharwad, 2007), https://dn790006.ca.archive.org/0/items/LandRevenueAdministrationUnderTheMughals_201710/The%20role%20of%20women%20during%20Mughal%20rule%201526%20to%201707.pdf.

[v] ابن الأثير، علي بن محمد الجزري، أسد الغابة في معرفة الصحابة، (بيروت: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى)، ج ٧، ص ١٨٩

[vi] ابن حجر العسقلاني، الإصابة في تمييز الصحابة، ٢٣٣/٨

[vii] ايضا: ٢٣٣/٨

[viii] شمس الدين ذهبي، محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، سير أعلام النبلاء، (مؤسسة الرسالة، الطبعة الثالثة)، ج ٢، ص ١٨٣

[ix] سلیمان علی ندوی، سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا (دارالبلاغ پبلشرز، ۲۰۱۰)، ص۲۵۶

[x] ایضا، ص۲۵۷

[xi] ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر، تهذيب التهذيب، (بيروت: دار المعرفة، ١٩٩٦ م)، ج ٦، ص ٥٥٠

[xii] ندوي، سيد سليمان الندوي، سيرة السيدة عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، (دار القلم، الطبعة الأولى، ٢٠٠٣ م)، ص ٢٢٨

[xiii] أحمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، (مؤسسة الرسالة، ٢٠٠١ م)، مسند النساء، حديث أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، ح ٢٦٥٤٦

[xiv] ابن قيم الجوزي، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد، إعلام الموقعين عن رب العالمين، (بيروت: دار الكتب العلمية، ١٩٩١م)، ج ١، ص ١٠

[xv] أحمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند النساء، حديث أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، ح ٢٦٦٩٦

[xvi] أحمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند النساء، حديث أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، ح ٢٦٦٧٥

[xvii] ابن حجر، الإصابة في تمييز الصحابة، ٣٤٤/٨

[xviii] ابن حجر، الإصابة في تمييز الصحابة، ٢٧٦/٨

[xix] ايضا

[xx] ابن الأثير، أسد الغابة في معرفة الصحابة، ٢٢٤/٧

[xxi] ابن أبي شيبة، أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، (لبنان: دار التاج، ١٩٨٩ م)، كتاب الطلاق، من قال: إذا طلقها ثلاثا ليس لها نفقة، ح ١٨٦٦٧

[xxii] مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، (تركيا: دار الطباعة العامرة ١٣٣٤هـ)، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب في خروج الدجال ومكثه في الأرض ونزول عيسى وقتله إياه، ح ٢٩٤٢

[xxiii] ابن حجر، الإصابة في تمييز الصحابة، ٢٧٧/٨

[xxiv] ابن حجر، تهذيب التهذيب، ٦٨٥/٤

[xxv] ابن الجوزي، عبد الرحمن ابن الجوزي، تلقيح فهوم أهل الأثر في عيون التاريخ والسير، (بيروت: الطبعة الأولى، ١٩٩٧م)، ص ٢٦٥

[xxvi] على عبد الباسط مزيد، منهاج المحدثين في القرن الأول الهجري وحتى عصرنا الحاضر، (الهيئة المصرية العامة للكتاب)، ص ١٩٢

[xxvii] على عبد الباسط مزيد، منهاج المحدثين في القرن الأول الهجري وحتى عصرنا الحاضر، ص ١٩٣

[xxviii] ابن حجر، الإصابة في تمييز الصحابة، ٨٦/٨

[xxix] شمس الدين ذهبي، محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، سير أعلام النبلاء، ٢٣٠/٢

[xxx] ابن سعد، محمد بن سعد بن منيع الهاشمي، الطبقات الكبرى، (بيروت: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى)، ج ٨، ص ١٢

[xxxi] **محمد یسین مظہر، رسول اکرم ﷺ اور خواتین، (لاہور، کتاب سرائے پبلشرز، ۲۰۰۸م)، ص ۱۴۰**

[xxxii] ابن الأثير، أسد الغابة في معرفة الصحابة، ٢٣٨/٧

[xxxiii] ابن ماجه، محمد يزيد ابن ماجه، سنن ابن ماجه، (دار الرسالة العالمية، ٢٠٠٩ م)، كتاب التجارات، باب السوم، ح ٢٢٠٤

[xxxiv] ابن الأثير، أسد الغابة في معرفة الصحابة، ٢٦٠/٧

[xxxv] ابن سعد، الطبقات الكبرى، ٢٣٣/٨

[xxxvi] ابن الأثير، أسد الغابة في معرفة الصحابة، ٧٧/٧

[xxxvii] ايضا ١٢٧/٧

[xxxviii] مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة باب من فضائل زينب أم المؤمنين، ح ٢٤٥٢

[xxxix] ابن سعد، الطبقات الكبرى، ٢٢٥/٨

[xl] بخارى، محمد بن اسماعيل البخارى، الجامع الصحيح، (دمشق: دار ابن كثير ١٤١٤هـ)، كتاب البيوع، باب: ذكر النساج، ح ١٩٨٧

[xli] مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب جواز خروج المعتدة البائن والمتوفى عنها زوجها في النهار لحاجتها، ح ١٤٨٣

[xlii] أبو عوانة، يعقوب بن إسحاق، المسند الصحيح المخرج على صحيح مسلم، (مدينة المنورة، الجامعة الإسلامية، الطبعة: الأولى)، مبتدأ كتاب البيوع، باب ذكر الأخبار المبيحة، ح ٥٦٢٢

[xliii] مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير باب رد المهاجرين إلى الأنصار منائحهم من الشجر والثمر حين استغنوا عنها بالفتوح، ح ١٧٧١

[xliv] بخارى، الجامع الصحيح، كتاب الجمعة، باب: قوله تعالى: ﴿فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله﴾، ح ٩٣٨

[xlv] بخارى، الجامع الصحيح، كتاب الشروط، باب: الشروط في الجهاد، والمصالحة مع أهل الحرب، وكتابة الشروط، ح ٢٥٨١

[xlvi] ابن حجر العسقلاني، تهذيب التهذيب، ٥٤٧/٥

[xlvii] **النساء: ٢٠**

[xlviii] ابن كثير، إسماعيل بن كثير، تفسير القرآن العظيم، (مكتبة أولاد الشيخ، الطبعة الأولى) ، ٤٦/٣

[xlix] القرشي ، غالب عبد الكافى، اوليات الفارق السياسية، (دار الوفاء للطباعة و النشر والتوزيع)، ص ٢٨٩

[l] بخارى، الجامع الصحيح، كتاب البيوع، باب: إذا اشترط شروطا في البيع لا تحل، ح ٢٠٦٠

[li] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الأدب، باب: الهجرة، ح ٥٧٢٥

[lii] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة النساء مع الرجال، ح ١٣٥

[liii] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب النساء الغازیات یرضخ لهن ولا یسهم والنهي عن قتل صبیان أهل الحرب، ح ١٨١٢

[liv] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب: هل یداوي الرجل المرأة أو المرأة الرجل، ح ٥٣٥٥

[lv] ابن سعد، الطبقات الکبری، ٢٢٧/٨

[lvi] ابن الأثیر، أسد الغابة في معرفة الصحابة، ٣٣٩/٧

[lvii] ابن سعد، الطبقات الکبری، ٢٠٧/٨